OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:5, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI: 10.36476/JIRS.5:2.12.2020.07, PP: 105-118

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کی سوانح حیات اور تحریک ختم نبوت میں کردار

Mawlānā Luṭfullah Jahāngīrī's Biography and his Role in the Khatm-e-Nabūwat Movement

Qazi Abdul Manan
Ph.D Scholar, Department of Sīrah Studies,
University of Peshawar, Peshawar
Dr. Syed Mubarak Shah
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
University of Peshawar, Peshawar

Version of Record Online/Print: 01-12-2020
Accepted: 01-11-2020
Received: 31-07-2020

Abstract

Mawlānā Luṭfullah Jahāngīrī, born on September 28, 1906, was a renowned scholar of Pakistan. He played a significant part in ceasing the role of Qadiyanis and declared them as non-Muslim in the Law of the Islamic Republic of Pakistan. He was the only son of the famous religious scholar Maulana Abdul Haq. Maulana Lutfullah studied at the famous school The Darul Uloom Deoband, Delhi. He taught at the Islamic University of Banori Town and he was entitled a Sheikh. He preached the Finality of Prophethood and became successful in it because at that time Qadiyaniyat was widespread in the region. In 1953 he was sent to Rawalpindi Jail. He played a vital role in Delhi Muradabad Dialogue as well as in the dialogue with Qadianis in the Zaida District in Swabi and also in the districts of Mardan. He also received the title of Lutfullah Peshawari by Sheikh ul Hadiths Maulana Zarwali khan. He was considered one of the famous scholars of the Deoband Era. He passed away on 8th August 1983.

***Keywords**: introduction, finality of Prophethood, qadiyaniyat, dialogue, debate, success*

CC BY

تعارف اور اہمیتِ موضوع:

برصغیر پاک وہند کی مشہور دینی و علمی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ خیبر پختونخوا بالخصوص ضلع نوشہرہ کے جید عُلماء میں شمار ہوتے تھے۔آپ کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ تھاتاہم ایک چھوٹے گاؤں میں رہائش کی وجہ سے آپ کے آباؤاجداد کو شہرت نہ مل سکی جس کی وجہ سے بہت کم لوگ آپ کے خاندان سے متعارف ہوئے۔

" تحریک ختم نبوت میں منتخب عُلماء خیبر پختونخوا کا کردار اور اس کے معاشرتی اثرات کا تحقیقی جائزہ " کے موضوع پر سیرت سٹڈی ڈیپارٹمنٹ پشاور یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ تحریر کرنے کے دوران تحریک ختم نبوت کے حوالے سے آپ کی پوشیدہ خدمات اور کردار سامنے آیا۔آپ نے اپنے علاقے میں، جہاں قادیانیت کادور دورہ تھا، دینِ اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا جو صرف تحریر و تقریر تک محدود نہ تھا بلکہ مناظرانہ طور پر آپ نے اس باطل فرقے کا سدباب کرنے کی کوشش کی جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی و نصرت عطافرمائی۔

آپ نے اپنے عہد میں قادیانیت کے خلاف مناظرانہ کردار ادا کیا اور عقیدہ ختم نبوت سے عوام کو روشناس کرانے کے لئے شب و روز محنت کی اور اس باطل عقیدے کے خلاف جہاد کا عَلم بلند کیا۔آپ ان علمائے حق میں سے ہیں جن کی مشترکہ کوششوں کی وجہ سے قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے اور اب کوئی قادیانی کسی بھی کلیدی عہدے پر براجمان نہیں ہو سکتا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

پاکستان کی مشہور دینی درسگاہوں کے مجلات "ماہنامہ الحق" اور "ماہنامہ بینات" میں آپ کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں مولانا سمیع الحق شہید نے بحیثیت مدیر اداریئے میں آپ کی وفات پر گہرے افسوس کااظہار کیا، جبکہ ماہنامہ بینات بنوری ٹاؤن کراچی نے مولانا زرولی خان کا ایک تفصیلی مضمون شائع کیا ہے۔نیز مولانا بنوریؒ کے قریبی ساتھی ہونے کے حوالے سے آپ نے بنوری نمبر میں ایک مضمون تحریر کیا، جس میں مولانا بنوریؒ کے حالات کے ساتھ ساتھ اپنے اہم واقعات بھی ذکر کیئے ہیں، جس سے اس مقالے کی تحریر میں استفادہ کیا گیا ہے۔

بنیادی سوالات تحقیق:

1. مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کون تھے اور ان سے کسبِ فیض کرنے والے افراد کون ہیں؟
2. تحریک ختم نبوت میں مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ نے کیا کردار ادا کیا اور اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

منہج تحقیق:

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کے سوانحی حالات نامکمل ہونے کی وجہ سے بعض علماء سے ملاقاتیں کرکے ان امور کو سامنے لایا گیا ہے جو کسی کتاب یا مقالے میں موجود نہیں ہیں نیز مقالہ کو تین ابحاث میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں تحریک ختم نبوت کی اہمیت، مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کے حالاتِ زندگی اور آپ کے مناظروں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت:

ختم نبوت اسلامی عقیدے کا ایک بنیادی رکن ہے اور توحید کے بعد اسلام کی پوری عمارت اس پر کھڑی ہے۔ اسلام میں

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہدایت کا وہ سلسلہ جو انبیاء و رُسل کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے شروع کیا تھا، حضرت محمد ﷺ پر اُس کی تکمیل ہو گئی ہے۔

مسلم فکر میں عقیدۂ ختمِ نبوت ایک مسلمہ عقیدہ ہے۔ نصوص شرعیہ میں اس کے قطعی دلائل موجود ہیں اور گذشتہ چودہ صدیوں سے امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کا آخری نبی و رسول ہونا اسلام کے اُن بنیادی مسائل اور عقائد میں سے ہے جو ہر طبقہ کے مسلمانوں میں عام ہے۔ آپ ﷺ بلا استثناء آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ جو آپ ﷺ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، ان کا بعد کے زمانے میں آنا، اس کے منافی نہیں ہے۔[1] قرآن پاک میں ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[2]

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیّوں میں سب سے آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔"

اس آیت کے پہلے جملے میں یہ بتلادیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کسی مذکر کے باپ نہیں ہیں۔ اس پر سرسری نظر میں چند شبہات پیدا ہو سکتے تھے جن کے ازالے کے لئے دوسرا جملہ لفظ "وَلَكِنْ" کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تاکہ ما قبل کلام پر پیدا ہونے والے اشکالات اور شبہات کو رفع کیا جاسکے کہ چونکہ آپ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا اس بناء پر آپ ﷺ کسی بالغ مرد کے باپ نہ ہوئے جس کا ذکر قرآن نے واضح طور پر کر دیا کیونکہ اگر آپ ﷺ کا کوئی صاحبزادہ زندہ ہوتا تو وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ کر نبی بن جاتا جس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت باقی نہ رہتی۔ اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابرہیمؑ کے انتقال پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"ولو عاش لكان صديقاً نبياً"[3]

"اگر یہ زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا۔"

یہ حدیث جہاں آپ ﷺ کی مذکر اولاد کے زندہ ہونے کی صورت میں اس کی نبوت کا اعلان کرتی ہے وہیں آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی دلیل بھی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے تمام صاحبزادے کم سنی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا:

"لو كان نبي بعدي لكان عمر بن خطاب"[4]

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی شان اور رفعت اُمت کو سمجھاتے ہوئے تمثیلاً فرمایا کہ میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی نے ایک گھر تعمیر کیا اور اسے ہر لحاظ سے مزین اور منقش کیا لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر کو دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں مگر جب اینٹ والی جگہ کو دیکھتے ہیں تو سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ اینٹ کیوں نہیں لگائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين"[5]

"پس وہ آخری اینٹ میں ہوں، اور میں ہی آخری نبی ہوں۔"

معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت کے بعد نبوت کے محل کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے لہٰذا اب نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہر فرد غلط اور کذاب ہے اور اس کے دعویٰ کا کوئی اعتبار نہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو قرآن و حدیث میں مختلف مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے آپ کی رفعت شان اور ختم نبوت بہت ہی آسانی سے واضح ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں اس بات کی پیشنگوئی فرما دی تھی کہ میرے بعد بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے، اور وہ سب اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہوں گے۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سیکون في أمتي ثلاثون کذابون کلهم یزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبیین لا نبي بعدي"[6]

" میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

آپ کے ایسے واضح ارشادات کے بعد اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا جھوٹ اور دھوکہ ہونا بالکل واضح ہے جس کی تصدیق کرنے کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی چہ جائیکہ اس پر ایمان لا کر اس کی اتباع کی جائے۔ ختمِ نوبت کے اس منصب کے طفیل ہی اللہ پاک نے امت پر ایک اور احسانِ عظیم کہ انسانوں کے لیے اپنے دین کو مکمل کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الإسلام دینا"[7]

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پُوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر ہمیشہ کے لیے پسند کر دیا۔"

اُمت مسلمہ اب کسی دوسرے دین کی محتاج نہیں اور نہ کسی دوسرے نبی یا پیغمبر کی، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاءؑ کے آخر میں انسانوں اور جنات کی طرف بھیجا۔ پس جس کو آپ نے حلال ٹھہرایا وہی حلال ہے اور جس کو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے۔ جو دین آپ لائے اس کے علاوہ قیامت تک کوئی دوسرا دین نہیں اور آپ کی ہر بات اُمت کے لیے حرف آخر ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے پیغمبر اور مسلمانوں کو خبر دی ہے کہ ان کے دین کو مکمل کر دیا گیا کسی اور کی ضرورت نہیں پس اس میں ذرا بھر بھی کمی نہیں ہو گی اور اسلام پر راضی ہو گیا پس اب کبھی بھی ناراض نہ ہو گا۔[8]

نبی کریم ﷺ ختم نبوت کی اس خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"إن الرسالة والنبوة قد انقطعت، فلا رسول بعدي ولا نبيّ"[9]

" سلسلہ نبوت ورسالت منقطع ہو چکا ہے، پس میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہو گا اور نہ ہی کوئی نبی۔"

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس قسم کے ارشادات بکثرت موجود ہیں اور یہ متفقہ عقیدہ ہے جس پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر آج تک تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ اُمت مسلمہ نے کسی جھوٹے نبی کو برداشت نہیں کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں سینکڑوں صحابہ کرام نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ختم نبوت کی حرمت پر حرف تک آنے نہیں دیا۔[10] بعض مورخین نے سائنسی حوالہ جات اور مشاہدات کے ذریعے سے بھی نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو چیلنج کیا ہے جس کا جواب مخالفین کی جانب سے اب تک نہیں مل سکا۔[11]

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کے سوانحی احوال:

نام ونسب:

آپ کا نام "لطف اللہ بن مولانا عبد الحق" ہے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۶ء / ۱۳۲۴ھ کو ضلع صوابی کے مشہور گاؤں جہانگیرہ[12] میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا عبد الحقؒ[13] مدرسہ فتح پور دہلی میں شیخ الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے اور تفسیر حقانی کے مصنف مولانا عبد الحقؒ[14] کے ساتھی اور ہم عصر تھے۔ آپ اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کا گھرانہ ایک دینی اور علمی گھرانہ تھا، اس لئے آپ کی تعلیم وتربیت دینی خطوط پر ہوئی۔ آپ کے والد نے آپ کی تربیت کا خاص خیال رکھا اور ان کی خصوصی تربیت کا ہی کمال تھا کہ آپ دینی علوم کی تحصیل کی طرف مائل ہوئے اور اس میں کمال مہارت حاصل کی۔[15]

آپ نے ابتدائی کتب مدرسہ فتح پور دہلی میں پڑھیں جہاں آپ نے دیگر اساتذہ سے کسبِ فیض کرنے کے علاوہ مولانا عبد الحق دہلویؒ صاحبِ تفسیرِ حقانی سے بھی خوب استفادہ کیا۔ مولانا عبد الحق دہلویؒ فنِ تفسیر کے علاوہ فنِ مناظرہ میں بھی لاثانی تھے۔ مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کے مزاج میں موجود مناظرہ اور مباہلہ کا جوش وجذبہ مولانا عبد الحقؒ کی ہی دین تھا۔

مدرسہ فتح پوری سے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ اپنے وطن واپس آگئے لیکن کچھ عرصہ بعد دوبارہ عازم سفر ہوئے اور ازہرِ ہند دار العلوم دیوبند کا رخ کیا اور وہاں پر داخلہ لیا[16] اور ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۵ء میں محض اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں دار العلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی۔[17]

دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۲۵ء ہی میں مولوی فاضل کا امتحان دیا اور اول پوزیشن لے کر خصوصی تمغہ حاصل کیا۔[18]

تدریسی خدمات:

آپ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے اولین اساتذہ اور شیوخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے مدرسہ کی تعمیر اور تدریس میں انتھک محنت کی۔ تعمیر کے وقت آپ علامہ یوسف بنوریؒ[19] کے ساتھی اور مشیر رہے ہیں نیز آپ بلا معاوضہ دینی علوم کا درس بھی دیتے رہے ہیں جس پر کسی قسم کی تنخواہ وصول نہ کرتے۔ اس دوران آپ کو جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ان کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں:

> "حاجی یعقوب صاحب[20] کے ہاں ہم دونوں رات گزارتے کیونکہ مدرسہ میں قیام کا کوئی انتظام نہ تھا اور صبح کا ناشتہ بھی حاجی یعقوب صاحب کے گھر ہوتا۔ دن کا کھانا ہوٹل میں کھاتے جس کی وجہ سے اکثر ہمارے پیٹ خراب ہوتے کیونکہ کھانے کے ساتھ پینے کا پانی بھی صاف نہ تھا، جس کی وجہ سے اکثر پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے۔"[21]

آپ کو تمام دینی علوم میں مہارت حاصل تھی البتہ ادب عربی اور تاریخ سے خصوصی شوق وشغف تھا۔ علاوہ ازیں آپ تفسیر اور علوم القرآن میں ماہرانہ بصیرت کے حامل تھے۔[22] جامعہ خیر المدارس ملتان، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ہندوستان، جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور دیگر بڑے بڑے مدارس نے بہت کوشش کی کہ آپ بطور شیخ الحدیث، شیخ التفسیر اور صدر المدرسین ان

اداروں کو رونق بخشیں لیکن آپ ہر ایک سے معذرت کر لیتے۔ علامہ یوسف بنوریؒ چونکہ آپ دارالعلوم دیوبند میں آپ کے ہم درس رہے ہیں اس لئے ان کو انکار نہیں کیا اور ان کے ادارے کے ساتھ روزِ اول سے وابستہ رہے۔ بعد میں کچھ عوارض کی بنا پر واپس اپنے وطن آ گئے لیکن درس وتدریس کا سلسلہ منقطع نہ ہونے دیا اور آخری ایام میں اپنے گھر میں پڑھاتے رہے۔[23]

مشہور تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہوں نے مختلف اوقات اور مقامات پر آپ سے کسبِ فیض کیا۔ ان تلامذہ میں قاضی حسین احمد، مولانا ہدایت اللہ، قاری افضال اللہ وغیرہ شامل ہیں البتہ آپ کے درج ذیل تین تلامذہ نے بے حد شہرت پائی:

۱- مفتی زرولی خان:[24]

آپ کا نام "زرولی خان بن محمد عاقل" ہے۔ آپ کی پیدائش "جہانگیرہ" میں ہوئی۔ مڈل تک تعلیم جہانگیرہ میں حاصل کی جبکہ میٹرک کی تعلیم ہائی سکول، ترڈیر سے حاصل کی۔ عصری تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور مولانا احسان الحق صاحب سے ترجمۂ قرآن پڑھا۔

میٹرک کے بعد آپ یکسوئی کے ساتھ دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور مولانا عبد الحنانؒ سے مختلف کتب "کافیہ، فصولِ اکبری، بدیع المیزان، تہذیب، شافیہ، فصولِ اکبری" اور "شرح الوقایہ" وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبد الحنانؒ کے علاوہ آپ نے مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ سے بھی مختلف کتب کا درس لیا جن میں "نفحۃ العرب، مقاماتِ حریری، نفحۃ الیمن، صدریہ" وغیرہ کتب شامل ہیں۔

۱۹۷۳ء میں آپ نے کراچی کا رخ کیا اور اپنے استاد مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کے مشورے پر علامہ یوسف بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں درجہ رابعہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۷۷ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد سندِ فراغت حاصل کی۔

آپ دورانِ تعلیم ہی جامع مسجد چراغ اسلام، نیو کراچی میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے تھے۔ فراغت کے بعد جامع مسجد احسن، گلشنِ اقبال میں بطور امام تقرر ہوا جہاں آپ نے ۱۹۷۸ء میں "جامعہ احسن العلوم" کی بنیاد رکھی جو کراچی کے مشہور مدارس میں سے ایک ہے۔

مفتی زرولی خان اپنے دورۂ تفسیر کی وجہ سے بے حد مشہور ہیں جو ہر سال مدارس کی سالانہ تعطیلات کے موقع پر کروایا جاتا ہے اور اس میں پاکستان بھر سے شائقینِ تفسیر شرکت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے قلم سے متعدد تصانیف منصۂ شہود پر آئی ہیں جو علمی حلقوں میں معروف ہیں۔

آپ کی تصانیف میں سے "احسن التسنیم فی ما احدث بعد الصلوٰۃ والتسلیم، احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر، احسن المقال فی کراھیۃ صیام ستۃ شوال، پیغامِ مسرت، احسن المسائل والفضائل، احسن المناسک، دینی امور پر اجرت لینا جائز ہے، صدرِ اول کے طبقاتِ مفسرین، معارف ومحاسن، احسن الخطبات، مجموعہ احسن الرسائل" وغیرہ کتب شامل ہیں۔[25]

۲- مولانا محمد امین ترنگزئی:[26]

حاجی محمد امین ترنگزئی علاقہ خلیل مہمند میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم مقامی علماء سے حاصل کی۔ آپ نے انگریزوں کے

خلاف جہاد میں نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ختم نبوت کے اکثر جلسوں کی صدارت کیا کرتے تھے جس کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں اٹھائیں۔ جیل میں مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کی معیت میں رہے اور ان سے تفسیرِ قرآن پڑھ کر شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ آپ "عاشقِ رسول" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۳۱ مئی ۱۹۵۸ء کو وفات پائی اور ترنگزئی، ضلع چارسدہ میں مدفون ہوئے۔

۳۔ مولانا عبدالحنان جہانگیریؒ:

مولانا عبدالحنان آف جہانگیرہ دارالعلوم دیوبند کے فارغ تھے۔ ابتدائی کُتب آپ سے پڑھیں۔ اور پھر آپ ہی کے مشورے سے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور وہیں سے سندِ فراغت حاصل کی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ آپ کے بہنوئی تھے۔

تصنیفی خدمات:

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ قادیانیوں کے خلاف ایک ہفت روزہ رسالہ بھی نکالا کرتے تھے، جس میں اکثر مضامین آپ ہی کے ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے پشتو زبان میں ایک تفسیر بھی لکھی جو غیر مطبوع حالت میں آپ کے نواسوں کے پاس جہانگیرہ میں موجود ہے۔[27]

وفات:

آپ نے ۴ اگست ۱۹۸۳ء / ۱۴۰۳ھ شب جمعہ کو جہانگیرہ میں وفات پائی۔ نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق حقانیؒ سابق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے پڑھائی۔[28]

اولاد:

آپ کی اولاد میں آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا ہدایت اللہ گورنمنٹ ہائی سکول اکوڑہ خٹک میں استاد تھے جو الجامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل تھے اور کچھ عرصہ وہاں پڑھاتے بھی رہے ہیں۔ بعد میں آپ اپنے گاؤں واپس آگئے اور وہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

دوسرے صاحبزادے کا نام مولانا قاری افضال اللہ ہے جو حافظ وقاری اور نابینا تھے اور ریڈیو پاکستان سے بھی منسلک تھے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالقوی اور ڈاکٹر کفایت اللہ بھی آپ کے بیٹے ہیں۔[29] آپ کی ایک صاحبزادی کا نکاح سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمدؒ سے ہوا ہے، جو آپ کے بھانجے بھی ہیں۔

مولانا لطف اللہ جہانگیری کا کردار:

برصغیر پاک وہند میں تحریک ختم نبوت میں علماء نے ایک طرف میدانِ مناظرہ سر کیا تو دوسری جانب وکلاء اور علماء نے مل کر عدالتوں سے حق کو فتح دلائی۔ مسلم قائدین اور اراکین اسمبلی نے قومی اسمبلی سے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلواکر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔[30] تاہم یہ سارا کام علماء کی شب وروز محنت، ان کی کاوشوں، مناظروں، مجاہدوں اور مباحثوں کے ذریعے یہاں تک پہنچا۔ مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کو بھی بچپن سے علماء، مناظرین اساتذہ اور مناظر رُفقاء کی صحبت کی وجہ سے ختم نبوت میں اہم کردار ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ انھوں نے ردِ قادیانیت کے لیے کمر کسی اور اللہ تعالی نے آپ کو حقانیت اور صداقت کی وجہ سے کامیابی وکامرانی عطا فرمائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر مولانا محمد یوسف بنوریؒ دارالعلوم دیوبند میں داخلے کے وقت آپ کے کمرے کے

ساتھی بنے اور دونوں میں طالب علمی کے زمانے سے ایسا تعلق پیدا ہوا جو مرتے دم تک قائم رہا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ دونوں بڑے ذہین، نیک اور پاکباز تھے اور دونوں کے مزاج میں اپنے استاد علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا جذبہ موجزن تھا۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں جب قادیانی فتنے نے سر اٹھایا تو آپ نے مولانا بنوریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے ساتھ مل کر ان کی سرکوبی کے لیے کام کیا جس میں آپ کو بھرپور کامیابی بھی حاصل ہوئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوت میں آپ کو راولپنڈی جیل بھیجا گیا، جہاں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ[31]، مولانا عنایت اللہ شاہ بخاریؒ[32]، مولانا عبدالحنان ہزارویؒ[33] اور مولانا عبدالغفور ہزارویؒ[34] جیسے جید علماء آپ کے رُفقاء بنے۔ مختلف مکاتب فکر سے وابستہ ان تمام علماء نے آپ کو متفقہ طور پر باجماعت نمازوں کے لیے اپنا امام مقرر کیا۔ آپ جیل میں نماز فجر کے بعد درسِ قرآن بھی دیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد امین ترنگزئیؒ نے جیل میں آپ سے مختلف کتابیں پڑھیں اور خوب استفادہ حاصل کیا۔[35]

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کی تربیت ایسے علماء نے کی تھی جو فنِ مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے میدانِ مناظرہ میں قادیانیت کے خلاف کئی معرکے سر کئے اور ان پر اپنی دھاک بٹھائی۔ آپ نے متعدد مناظروں میں حصہ لیا جن میں سے چند مشہور مناظروں کا تذکرہ آئندہ سطور میں کیا گیا ہے۔

دہلی مراد میں مناظرہ:

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کی تربیت فنِ مناظرہ کے ماہر علماء کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ آپ غیر مقلدین کے ساتھ مراد آباد میں ہونے والے ایک مناظرہ میں اپنے والد مولانا عبدالحق جہانگیریؒ کی قیادت میں شریک ہوئے جو بے حد مشہور ہوا اور اس مناظرے میں غیر مقلدین کو شکست ہوئی۔

اس مناظرے کے بعد ایک اشتہار شائع کیا گیا تاکہ مخالفین مکمل تیاری کے ساتھ دوبارہ مناظرے کے لئے آئیں لیکن انہیں دوبارہ آپ کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آپ نے دہلی سے لاہور تک ان کا تعاقب کیا مگر مخالفین نے مناظرے سے راہِ فرار اختیار کئے رکھی۔[36]

قادیانیت کے خلاف مناظرے:

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ نے قادیانیت کے خلاف متعدد مناظروں میں حصہ لیا اور ان میں کامیابی حاصل کی۔ ضلع مردان اور ضلع صوابی میں قادیانیوں اور مرزائیوں کی اکثریت رہائش پذیر تھی۔ مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ جگہ جگہ جا کر جلسے کرتے اور قادیانیت کے عقیدے کو رد کرتے۔ آپ قادیانی فتنہ کے خلاف صوبہ خیبر پختونخواہ کے کامیاب مسلم مناظر تھے۔

آپ کے مناظرے آج تک ضلع مردان اور ضلع صوابی کے عوام کے دلوں میں نقش ہیں اور اُن کے چرچے آج تک ہو رہے ہیں۔ آپ کی بھرپور کاوشوں کی وجہ سے قادیانیوں کا یہ گڑھ آج قادیانیت کی لعنت سے محفوظ اور مامون ہے۔[37] آپ کے چند مشہور مناظروں کی مختصر روداد حسبِ ذیل ہے:

۱- زیدہ ضلع صوابی میں مناظرہ:

ایک دفعہ صوابی کے مشہور علاقے زیدہ میں قادیانیت کے خلاف جلسہ منعقد ہوا۔ آپ نے فصیح و بلیغ اور پرجوش لہجے میں نہایت مدلّل تقریر کی جس پر ایک قادیانی نے جذبات میں آ کر آپ پر پستول تان لی اور آپ کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ آپ نے

بڑے صبر و تحمل سے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"میرا دل اور میری زبان بے شک تیری چھ گولیوں سے خاموش ہو جائے گی لیکن محمد ﷺ کی ختمِ نبوت کے نور کو کیوں کر بجھا سکو گے۔"

یہ سننا تھا کہ پستول اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور وہ قادیانیت سے توبہ تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔[38]

۲- پشاور میں قادیانیوں سے معرکہ ومباہلہ:

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۲۵ء میں مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ جس میں آپ نے اول پوزیشن لے کر خصوصی تمغہ حاصل کیا۔[39] اس سند کی بنا پر آپ نے محکمہ تعلیم خیبر پختونخواہ میں ملازمت کے لیے درخواست دی اور آپ کو اسلامیہ ہائی سکول خیبر بازار پشاور شہر میں عربی کا اُستاد مقرر کر دیا گیا۔ ذرائع آمد و رفت کی قلت کی وجہ سے ہر روز جہانگیرہ سے آنا جانا آپ کے لیے مشکل تھا، اس لئے آپ زیادہ وقت مولانا یوسف بنوریؒ اور دیگر احباب کے ساتھ پشاور ہی میں گزارتے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الحدیث مولانا زرولی خان صاحب نے آپ کو "لطف اللہ پشاوری" کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔

ملازمت کے ان ایام میں ایک دن قادیانیوں کی جانب سے یوم النبی منانے کا اشتہار شائع ہوا۔ آپ نے مولانا یوسف بنوریؒ سے مشورہ کیا اور دونوں خیبر بازار کے اسلامیہ کلب[40] پہنچے جہاں قادیانیوں نے سٹیج کو قالینوں سے سجایا ہوا تھا اور جلسہ کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ دونوں نے وہاں اعلان کیا کہ یہاں اہل اسلام کا جلسہ ہوگا۔

یہ سن کر قادیانی بہت مشتعل ہوئے اور قاضی یوسف نامی ایک قادیانی نے مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کو لاٹھی سے زخمی کیا۔ آپ کے زخمی ہونے کی خبر پورے پشاور میں پھیل گئی اور مسلمان کثیر تعداد میں اسلامیہ کلب پہنچ گئے۔ قادیانیوں نے جب یہ دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور آئندہ انہوں نے ایسا جلسہ کرنے کی جرات نہیں کی۔[41]

ضلع مردان میں مناظرہ:

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ نے قادیانیوں کے ساتھ ضلع مردان میں بھی کئی مناظرے کئے جن میں سے ایک مناظرہ بہت مشہور ہے۔ یہ مناظرہ "حیات عیسیٰ علیہ السلام" پر ہوا تھا۔ مناظرے کا موضوع قادیانیوں نے خود منتخب کیا تھا اور قادیانی مناظر بھرپور تیاری کے ساتھ آئے تھے جس کی وجہ سے وہ بے حد پر اعتماد تھے۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ نے سب سے پہلے تقریر کی۔ آپ علیل بھی تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے بے حد مدلل اور پر جوش تقریر کی۔ قادیانیوں نے جب آپ کے دلائل سنے تو آہستہ آہستہ غائب ہونا شروع ہوئے اور بالآخر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور آپ مناظرے میں کامیاب ہوئے۔[42]

خلاصہ بحث:

دین اسلام کی اشاعت میں عُلماء کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر باطل عقیدوں کے خلاف ہر دور میں جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوب کامیابیاں سمیٹی ہیں۔ دینی مدارس کے حوالے سے نوجوانوں کی ذہنی و فکری تربیت کی، یہی وجہ ہے کہ اس وقت اکثر دینی مدارس جدید اور قدیم عُلوم کے حسین امتزاج سے آراستہ ہیں۔ علماء حق نے قادیانیت جیسے باطل عقیدے کا رد تحریر، تقریر اور مناظرہ کی شکل میں کیا اور انگریزوں کے زیرِ سایہ پنپنے والے اس باطل

اور گمراہ کن فتنے کا مدلل اور مفصل جواب دیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی میں ہونے والے مناظرہ میں اس گروہ کے سربراہ کو لاجواب کیا جس کے نتیجے میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ ایک ایسے فرد تھے جن کی تربیت علماء حق کی اسی جماعت نے کی اور آپ نے تحریری، تقریری اور زبانی طور پر قادیانی فتنے کی بیخ کنی میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کی کاوشوں سے مردان اور صوابی کے اضلاع، جو قادیانیت کا گڑھ سمجھے جاتے تھے، میں قادیانیت کا زور ٹوٹا، وہاں کے عوام ختمِ نبوت کے عقیدہ سے روشناس ہوئے اور ان میں اس فتنے سے بچنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

نتائج:

- مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ پاکستان کے ان چند علماء میں سے ایک ہیں جنہیں علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا بلکہ آپ کو علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے خاص تلامذہ میں شمار کیا جاتا تھا۔
- مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ الجامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے بانی اراکین میں سے ایک ہیں نیز آپ کا شمار اس ادارے کے اولین اساتذہ میں ہوتا ہے۔
- مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ نے دینی علوم کی درس وتدریس کے علاوہ سرکاری ملازمت بھی اختیار کی اور محکمہ تعلیم خیبر پختونخوا سے وابستہ رہے۔
- مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ نے تحریک ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور اکابر علماء کے شانہ بشانہ قائدانہ کردار ادا کیا۔
- مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کی کاوشوں کی بدولت ضلع مردان اور ضلع صوابی سے قادیانی فتنے کی بیخ کنی ہوئی اور وہاں کے عوام عقیدہ ختمِ نبوت کی اہمیت سے آگاہ ہوئے۔
- مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کی تحریری خدمات میں پشتو زبان میں تحریر کردہ ایک غیر مطبوع تفسیر موجود ہے، جو آپ کے نواسوں کی تحویل میں ہے۔

سفارشات:

- تحریکِ ختمِ نبوت کا اپنا دائرہ کار ہے جسے ہر قسم کی مسلکی اور سیاسی آمیزشوں سے مکمل طور پر پاک رہنا چاہیئے تاکہ امتِ مسلمہ اس متحدہ پلیٹ فارم پر یکجا رہ سکے۔
- عقیدۂ ختمِ نبوت کو تمام تدریسی کتب میں بطورِ باب chapter شامل کرکے اس کی تدریس لازمی قرار دی جائے۔
- جن سرکاری یونیورسٹیوں میں سیرت چیئر قائم نہیں ہے۔ ان میں سیرت چیئر / ختم نبوت چیئر قائم کی جائے۔
- ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو "یومِ ختمِ نبوت" کے طور پر منایا جائے۔
- ختم نبوت کے حوالے سے جن علماء و مشائخ کی سوانح اور خدمات اگر کسی کے پاس موجود ہوں۔ تو اس قیمتی سرمایہ کی اشاعت کی جائے۔
- مولانا لطف اللہ جہانگیریؒ کی غیر مطبوع تفسیر کی طباعت کی جائے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

[1] مفتی محمد شفیع، ختم نبوت، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۱

Muftī Muhammad Shaf'ī, *Khatm-e-Nabūwwat*, (Karachi: Maktabah Ma'ārif al Qur'ān, 2012), p: 11

[2] سورۃ الاحزاب، ۴۰

Sūrah Al Aḥzab, 40

[3] ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوۃ ابن رسول اللہ وذکر دفاتر، حدیث رقم: ۱۵۱۱

Ibn Mājah, *Sunan*, Ḥadīth # 1511

[4] ترمذی، باب المناقب، عمر بن خطاب، حدیث رقم: ۵۵۶

Al Tirmidhī, *Sunan*, Ḥadīth # 556

[5] بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، حدیث رقم: ۳۳۴۲

Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ Al Bukhārī*, Ḥadīth # 3342

[6] ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، حدیث رقم: ۴۲۵۲

Al Tirmidhī, *Sunan*, Ḥadīth # 4252

[7] سورۃ المائدۃ، ۳

Sūrah Al Mā'idah, 3

[8] تفسیر الطبری، ۲: ۱۲۔ الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر، دار الکلم الطیب، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۴ھ۔

Tafsīr al Ṭabarī, 2: 12. Al Shawkānī, Muḥammad bin 'Alī, *Fatḥ Al Qadīr*, (Damascuss: Dār al Kalim al Ṭayyib, 1414 AD).

[9] ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات، ۴: ۵۳۳

Al Tirmidhī, *Sunan*, 4: 533

[10] ڈاکٹر طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت، منہاج القرآن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص: ۸۰

Dr. Tahir ul Qadrī, *Aqīdah Khatm e Nabūwwat*, (Lahore: Minhāj ul Qur'ān, 1999), p: 80

[11] عرفان محمود برق، قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں، تحریک فدایان ختم نبوت، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص: ۲۱

Irfan Mahmood Barq, *Qādiyāniat Islām or science ky Kathary mein*, (Lahore: Teḥrīk Fidāyān e Khatm e Nabūwwat, 2004), p: 21

[12] جہانگیرہ خیبر پختونخواہ کے ضلع صوابی کا ایک مشہور علاقہ ہے جو پشاور صوابی روڈ پر دریائے کابل کے کنارے واقع ہے۔ جہانگیر خان اعوان نے ۱۶۸۱ء میں اسے دریافت کیا اور اسی کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۸۱۸ء میں رنجیت سنگھ نے حملہ کے دوران جہانگیرہ کو بُری طرح تباہ کیا۔ انگریزوں کے دور حکومت میں دریا کے کنارے چیک پوسٹ/پولیس اسٹیشن بنایا گیا اور پُل کی تعمیر کا کام تیز کیا گیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد مقامی حکومتوں نے انگریز دور کی چیک پوسٹ جو کہ جہانگیرہ پوسٹ اسٹیشن کے نام سے مشہور تھی کو قائم رکھا۔

[13] آپ مولانا لطف اللہ جہانگیری کے والد تھے۔ جہانگیرہ ضلع صوابی میں ۱۸۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے علماء سے حاصل کی۔ بعدازاں متحدہ ہندوستان کے مختلف علمی مراکز سے علوم وفنون حاصل کئے۔ آپ نے مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے دورۂ احادیث کیا اور سندِ فراغت حاصل کی۔ دس (۱۰) سال تک مدرسہ فتح پوری میں علوم وفنون کی کتابوں کا درس دیتے رہے اور شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ علمِ طبّ کے بھی ماہر تھے یعنی علم الادیان اور علم الابدان دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں وفات پائی اور

جہانگیرہ میں دفن ہوئے۔ دیکھیئے: مخلص خلیل احمد، تذکرہ علماء و مشائخ صوابی، السعید اکیڈمی، کوٹھا صوابی، ص: ۱۳۹
Mukhliṣ Khalīl Aḥmad, *Tadhkirah 'Ulamā' O Mashā'ikh e Ṣwābī,* (Swabi: Al Sa'īd Academy), p: 139

[14] شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ شیخ محدث دہلوی نے یوں تو ہندوستان میں اسلامی علوم کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا مگر آپ کا سب سے اہم کارنامہ ہندوستان میں علم حدیث کو فروغ دینا ہے۔ آپ نے درسِ حدیث کے علاوہ حدیث کی مستند کتابوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کرکے اس ترویج واشاعت کی راہ بھی ہموار کی۔ آپ نے ۹۴ سال کی عمر میں ۱۶۴۲ء میں دہلی میں وفات پائی۔ دیکھیئے: جام نور آن لائن، شمارہ مئی ۲۰۱۸ء۔
Jām-e-Nūr Online, Issue May 2018

[15] ضیاء اللہ جدون، تذکرہ علمائے صوابی، نواز خان جدون فاؤنڈیشن، بیسک گدون، ۲۰۱۵ء، ص: ۵۷۷
Jadoon, Ziaullah, *Tadhkirah 'Ulamā'e Ṣwābī,* (Basic Gadoon: Nasir Nawaz Khan Jadoon Foundation, 2015), p: 577

[16] صالح، قاسم بن محمد امین، تذکرہ علمائے خیبر پختونخواہ، دار القرآن والسنۃ، آدینہ، صوابی، ستمبر ۲۰۱۵ء، ص: ۴۳۲۔
Ṣāliḥ, Qāsim bin Muḥammad Amīn, *Tadhkirah 'Ulamā' e Khyber Pakhtunkhwa,* (Swabi: Darul Qur'an Walsanta, September 2015), p: 432,

[17] تذکرہ علماء و مشائخ صوابی، ص: ۳۶۹
Tadhkirah 'Ulamā' O Mashā'ikh e Ṣwābī, p: 369

[18] تذکرہ علماء و مشائخ صوابی، ص: ۳۶۹
Tadhkirah 'Ulamā' O Mashā'ikh e Ṣwābī, p: 369

[19] مولانا یوسف بنوری کی پیدائش رشکئی ضلع مردان میں ہوئی۔ بعد میں آپ کا خاندان پشاور شہر کے مشہور علاقہ رامداس میں منتقل ہوا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ مستقل کراچی میں سکونت پذیر ہوئے اور وہاں پر ایک عظیم الشان دینی درسگاہ الجامعۃ العلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی جو بین الاقوامی شہرت کی حامل ہے۔ آپ تحریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد اور ایک سچے عاشقِ رسول تھے۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء / ۳ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ بروز سوموار اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ دیکھیئے: اکابر علمائے دیوبند، ص: ۱۳۵
Akābir 'Ulamā' e Deoband, p: 134

[20] حاجی یعقوب صاحب کا تعلق افغانستان سے تھا۔ قالین کا بہت بڑا کاروبار کیا کرتے تھے۔ مذہبی شخصیت تھے۔ اور علامہ یوسف بنوریؒ کے معتقد تھے۔ اُس وقت اُن کے اکثر مہمان حاجی یعقوب کی کوٹھی میں رہائش پزیر ہوتے۔ ان کے بیٹے صلاح الدین اور علاؤ الدین بنوری ٹاؤن کے فارغ التحصیل ہیں۔ (انٹرویو از ڈاکٹر ضیاء اللہ الاہزری، سابق چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف سیرت سٹڈی، یونیورسٹی آف پشاور)
Interview from Dr. Ziaullah Alhazari, Former Chairman Department of Sīrat Study, University of Peshawar

[21] لطف اللہ، ماہنامہ بینات، خود نوشت مضمون، جنوری۔ فروری ۱۹۷۸ء، جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی، ص: ۴۴
Lutfullah, "Autobiography", *Monthly Bayyinat,* (Karachi: Jamia'h al 'Ulūm al Islāmiyyah, Banori Town, January –February 1978), p: 44

[22] ایضاً، ص: ۲۵

Ibid., p: 25

[23] تذکرہ علمائے صوابی، ص: ۵۷۴

Tadhkirah 'Ulamā' O Mashā'ikh e Ṣwābī, p: 574

[24] ماہنامہ بینات، مولانا لطف اللہ پشاوری، ص: ۴۴

"Mawlānā Luṭfullah Peshāwarī", *Monthly Bayyināt*, p: 4

25 محمد ہمایوں مغل، مفتی زرولی خان اور احسن العلوم کا مکمل تعارف۔

www. alert.com.pk/archives/22672, Retrieved on December 10, 2020

26 مولانا تحسین اللہ، عاشق رسول۔

Mawlānā Taḥsīnullah, *'Āshiq-e-Rasūl*

27 مفتی زرولی خان، لطف اللہ پشاوری، ص: ۴

Zarwalī Khān, Muftī, *Luṭfullah Peshawari,* p: 4

28 تذکرہ علمائے صوابی، ص: ۵۷۹

Tadhkirah 'Ulamā'e Ṣwābī, p: 579

29 ایضاً، ص: ۶۷۴

Ibid., p: 674

30 مولانا سمیع الحق، قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، موتمر المصنّفین، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ص: ۱۸

Sami' ul Haq, Mawlānā, *Qawmī Assembly My Islām Kā Ma'rikah,* (Akora Khattak: Mo'tamar al Muṣannifīn, Dārul 'Ulūm Ḥaqqāniyyah), p: 18

31 آپ ۱۹۰۹ء کو حضرو ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ مولانا سیف الرحمٰن پشاوریؒ کے شاگرد مولانا احمد دینؒ سے ابتدائی صرف و نحو کی کتابیں پڑھیں، پھر ہری پور میں مولانا سکندر علیؒ اور مولانا محمد اسماعیلؒ سے مختلف کتابوں کا درس لیا۔ اس کے بعد دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۳ء میں دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ جگہ جگہ درسِ قرآن دیا کرتے تھے۔ جب پہلی مرتبہ دورۂ تفسیر شروع کیا نو (۹) صرف طالب علم تھے، آہستہ آہستہ طلباء کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ آپ نے راجہ بازار راولپنڈی میں دار العلوم تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی نیز آپ تفسیر جواہر القرآن کے مصنف بھی ہیں۔ دیکھیے: حافظ محمد اکبر شاہ بُخاری، اکابر علمائے دیوبند، ص: ۳۴۶

Akbar Shah Bukhārī, *Akābir 'Ulamā' e Deoband,* p: 346

32 آپ ریاست کشمیر کے علاقہ گوہل میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام جلال الدین تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے ممتاز علماء سے حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ تقسیم ہند سے قبل مجلس احرار سے تعلق تھا، بعد میں تنظیم اہلِ سنت والجماعت پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور مختلف جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۵۵ء میں مولانا احمد علی لاہوری نے آپ کو جمعیت علمائے اسلام کا ضلعی امیر مقرر کیا۔ آپ عظیم خطیب، ذہین مقرر، اعلیٰ مدبر اور مشہور شیخ طریقت تھے۔ ۱۹۸۴ء میں مرکزی مجلس عمل برائے ختم نبوت کے رکن رہے۔ آپ ۲۰ مئی ۱۹۹۹ء میں وفات پا گئے۔

علامہ عنایت اللہ گجراتی، سوانح حیات سید عنایت اللہ شاہ بُخاری، اشاعت اکیڈمی قصہ خوانی بازار پشاور، مارچ ۲۰۰۷ء، ص: ۲۶۔

Allama 'Ināyatullah Gujrātī, *Biography of Sayyid 'Ināyatullah Shah Bukhārī,* (Peshawar: Publication Academy, Qisssa Khwani Bazar), p: 26

33 آپ ضلع مانسہرہ کے ایک گاؤں جرید میں ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوئے اور اگست ۱۹۶۶ء کو بالاکوٹ میں فوت ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مولوی محمد امین سے حاصل کرنے کے بعد ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء میں دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۷ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ آپ جمعیت علمائے ہند کے ناظم رہے اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دست و بازو بنے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں قید و بند کی تکالیف برداشت کیں۔

ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک، اکتوبر ۱۹۶۶ء، اداریہ، ص: ۲، ۳۔ یوسف بنوری، ماہنامہ بینات، کراچی، اکتوبر ۱۹۶۶ء، ص: ۱۱

"Editorial", *Monthly Al Ḥaq,* (Akora Khattak: October 1966), p: 23. Yūsuf Binnorī,

Monthly Bayyinat, (Karachi: October 1966), p: 11

[34] "مولانا عبدالغفور ہزارویؒ بن مولوی عبدالحمید" چنبہ، ضلع ہری پور میں ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے اور ۷ شعبان ۱۳۹۰ھ کو فوت ہوئے۔ بریلی میں مولانا شاہ حامد رضا خانؒ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے بیعت کی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۳۵ء میں وزیر آباد (سیالکوٹ) میں سکونت اختیار کی۔ دیکھیئے: تذکرہ علمائے خیبر پختونخوا، ص: ۳۰۷۔ مشاہیر علمائے سرحد، ص: ۴۶۷

Tadhkirah 'Ulamā' e Khyber Pakhtunkhwa, p: 307. *Mashahīr 'Ulamā' e Sarhad*, p: 467

[35] ایضاً، ص: ۳۷۴

Ibid., p: 374

[36] تذکرہ علمائے صوابی، ص: ۵۷۲

Tadhkirah 'Ulamā'e Ṣwābī, p: 572

[37] مفتی زر ولی خان، مولانا لطف اللہ پشاوری، ماہنامہ بینات، ۱۴۰۴ھ، ص: ۴

Zarwalī Khān, Muftī, (1404 AD), "Luṭfullah Peshawari", *Monthly Bayyinat*, p: 4

[38] تذکرہ علمائے صوابی، ص: ۵۷۸

Tadhkirah 'Ulamā'e Ṣwābī, p: 578

[39] تذکرہ علماء و مشائخ صوابی، ص: ۳۶۹

Tadhkirah 'Ulamā' O Mashā'ikh e Ṣwābī, p: 369

[40] اسلامیہ کلب خیبر بازار میں ایک بڑی بلڈنگ ہے، پرانی بلڈنگ کو گرا کر نیا بنا دیا گیا ہے۔ یونیورسٹی بک ایجنسی بھی اسی بلڈنگ میں واقع ہے۔ یہ اسلامیہ کالج یونیورسٹی کے لیے وقف ہے۔

[41] ماہنامہ بینات، اشاعت خاص، ص: ۳۴، ۳۵

Monthly Bayyinat, Special Edition, p: 34. 35

[42] مفتی زر ولی خان، لطف اللہ پشاوری، ص: ۴

Zarwalī Khān, Muftī, *Luṭfullah Peshawari,* p: 4